بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمٰن اعظمی

امریکہ اوراس کے خوشامدی ممالک اور مغرب گزیدہ میڈیا ''اسلامی دہشت گردی'' کی اصطلاح بڑے شدومد سے استعمال کررہے ہیں، یہ طاقتیں اپنے اس بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈے کے ذریعہ عالمی برادری کو یہ باور کرانا چاہتی ہیں کہ عصرِ حاضر میں امنِ عالم کے لیے سب سے بڑا خطرہ اسلام اوراس کے پیرو مسلمان ہیں، افسوس وحیرت تو اس پر ہے کہ اَہنسا کا پجاری ہندوستان اپنے حکمرانوں کی غلط سوچ کی بنا پر آج امریکہ واسرائیل کی اسلام مخالف سرگرمیوں میں ان کا ہم نوا اور شریک کار بن گیا ہے؛ جبکہ امریکہ اور اسرائیل کے جارحانہ رویے عالمی برادری پر اپنی بالادستی جتانے کے لیے اپنے سے کمزور ملکوں کے خلاف بغیر کسی معقول وجہ کے سفّاکانہ اقدامات کے پیش نظر کوئی منصف مزاج اور حقیقت پسند، انھیں دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتا، رہا آزاد ہندوستان کی حکومتوں اوراس کے اہلِ مناصب اور کارپردازوں کا معاملہ تو ملک کی اقلیتوں اور کمزور طبقوں کے خلاف ان کے ظلم و جبر اور دہشت گردیوں کی داستان بڑی طویل ہے، جہاں حکومتوں کے زیر سایہ تیس ہزار سے زائد مسلم کُش فسادات ہوچکے ہیں، جن میں نہ جانے کتنے زندہ انسانوں کو نذرِ آتش کردیا گیا، نہ جانے کتنے معصوم بچوں اور کمزور عورتوں کو تہہِ تیغ کردیا گیا اور دہشت گردی کا ایسا کھلا مظاہرہ کیا گیا کہ دنیا چیخ پڑی؛ مگر ان ''اسلامی دہشت گردی'' کا رونا رونے والوں کی آنکھ تک نہ پسیجی، دہشت گردوں کا یہ ٹولہ اپنے جرائم سے دنیا کی نگاہیں پھیرنے کی غرض سے ''اسلامی دہشت گردی'' کا واویلا مچارہا ہے اوراپنے سرکاری ذرائع کے ذریعہ ملک میں جب بھی کوئی ایسا حادثہ پیش آتا ہے، اسے مذہبِ اسلام اورقومِ مسلم سے جوڑ دیا

جاتا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا دہشت گردی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے؛ بلکہ اگر یہ دعویٰ کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ دنیائے مذاہب میں دہشت گردی کا سب سے بڑا مخالف اگر کوئی مذہب ہے تو وہ اسلام ہی ہے؛ کیوں کہ ادیان وملل کی طویل فہرست میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس کی ہر چیز میں دہشت و وحشت کی بجائے شفقت و رحمت نمایاں ہے، اس کا خدا ''ربُّ العالمین'' تمام عالم کا پالنے والا ہے ''رحمٰن و رحیم'' ہے، اس کے خدا کی تمام صفتوں میں رحمت و رافت غالب ہے، اس کی آسمانی کتاب قرآنِ حکیم میں تین سو سے زائد آیتوں میں صفتِ رحمت کا ذکر ہے حتیٰ کہ اس کتابِ مقدس کی ابتداء ہی اسمِ ذات اللہ کے بعد رحمٰن ورحیم سے ہوتی ہے۔ جس میں صاف لفظوں میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ ''كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ'' تمہارے رب اور پالنہار نے اپنے اوپر رحمت ثبت کرلی ہے۔

جس کی صلائے عام ہے کہ خدائے رؤف و رحیم کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں اور اس کے احکام کے توڑنے والوں کو بھی اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے: ''قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ'' اے محمد (ﷺ) اعلان کردیجیے کہ میرے جن بندوں نے نافرمانی کرکے اپنے اوپر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں! بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، بلاشبہ وہی بخشنے والا، رحمت والا ہے۔

ایک حدیثِ پاک میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں کی تعبیر ان الفاظ میں کی گئی ہے: ''رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ عَلٰى غَضَبِيْ'' (میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے) پہاڑ کے برابر گناہ بھی رحمتِ خداوندی کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

مذہبِ اسلام کا رسول اور ہادی وپیغمبر بھی ''رحمۃ للعالمین'' اور سراسر رحمت وشفقت ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ'' ہم نے آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''اَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، أنَا رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ'' میں نبیِ رحمت اور رسولِ رحمت ہوں، ایک اور حدیث میں فرمایا گیا: ''اَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ'': میری ذات سراپا رحمت ہے جو خلقِ خدا کو منجانب اللہ بطورِ عطیہ مرحمت کی گئی ہے۔

مذہبِ اسلام دشمنوں کے ساتھ بھی بے انصافی کو پسند نہیں کرتا اور جادۂ انصاف پر قائم رہنے کی تاکید کرتا ہے: ''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا

یَجرِمَنَّکُم شنَآنُ قومٍ علیٰ اَلَّا تعدِلُوا اِعدِلُوا ھُو اَقرَبُ لِلتَّقوٰی وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیرٌ بِمَا تَعمَلُونَ“ ترجمہ: اے ایمان والو! آمادہ رہو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی، اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو، یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ کو خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔

مذہبِ اسلام کی امن پسندی اور عفوو درگزر کا یہ عالم ہے کہ وہ ذاتی معاملات میں انسانی نفسیات کا لحاظ کرکے اگرچہ مظلوم کو اس کا حق دیتا ہے کہ وہ چاہے تو برابر کا بدلہ لے لے؛ لیکن اسی کے ساتھ عفوو درگزر کو بدلہ لینے سے بہتر قرار دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس پر اجروثواب کی بشارت دیتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: ”وَجزاءُ سَیئۃٍ سَیئۃٌ مِثلُھا فمَن عفَا وَاَصلَحَ فَاَجرُہ علَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَایُحِبُ الظَالِمِینَ“ ترجمہ: اور برائی اور ظلم وزیادتی کا بدلہ ویسے ہی برائی ہے؛ لیکن جو شخص معاف کردے اور صلح وصفائی کرلے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ایک دوسری آیت میں فرمایا گیا: ”وَاِن عاقَبتُم فَعاقِبُوا بِمِثلِ مَا عُوقِبتُم بِہٖ وَلَئِن صَبَرتُم فَھُو خیرٌ لِلصابِرین“ ترجمہ: اور اگر تم پر سختی کی گئی تو تم بھی ویسی ہی سختی کرلو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی، اگر تم صبر سے کام لو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔

نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے: ”لَا تکُونُوا إمَّعَۃً، تَقُولُونَ : إن اَحسَنَ النَّاسُ اَحسَنَّا، وَاِن ظَلَمُوا ظَلَمنَا، وَلٰکِن وَطِّنُوا أنفُسَکُم ، إن أحسَنَ النَّاسُ اَن تُحسِنُوا وَإن أسَاؤُا فَلَا تَظلِمُوا“ ترجمہ: تم دوسروں کی دیکھادیکھی کرنے والے نہ بنو کہ یوں کہنے لگو: اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں تو ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں اور اگر لوگ ہمارے ساتھ ظلم کا برتاؤ کریں تو ہم بھی ان پر ظلم کریں؛ بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر قائم رکھو کہ اگر لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو اور اگر لوگ بُرا سلوک کریں تب بھی تم ظلم نہ کرو!

خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ حیات یہ تھا کہ مَا انتَقَمَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لِنَفسِہٖ فِی شَیءٍ قَطُّ اِلَّا أن تُنتَھکَ حرمَۃُ اللّٰہِ فَیَنتَقِمُ بِھَا لِلّٰہِ“ ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا؛ البتہ جب اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم ٹوٹنے کی وجہ سے سزا دیتے تھے۔

چنانچہ سیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک دن آپ ﷺ کے یہاں ایک اجنبی مہمان آیا، آپ نے اسے کھانا کھلایا اور سونے کا انتظام بھی فرمادیا، وہ شخص بدنیتی و دشمنی کے ساتھ آپ کے یہاں آیا تھا، چنانچہ صبح سویرے بستر پر غلاظت کرکے قبل اس کے کہ لوگ بیدار ہوں اٹھ کر چلا گیا صبح کو رسولِ اکرم ﷺ اس کی خبرگیری کو آئے اور بستر پر غلاظت دیکھی تو اپنے دستِ مبارک سے اسے دھویا پھر دیکھا کہ وہ شخص جاتے ہوئے اپنی تلوار وہیں بھول گیا ہے، کچھ دور جاکر اسے اپنی تلوار یاد آئی تو آہستہ آہستہ واپس آیا کہ ابھی لوگ سورہے ہوں گے، میں تلوار لے کر واپس چلا جاؤں گا؛ مگر اس نے دیکھا کہ رسولِ پاک ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے بستر کو صاف کررہے ہیں، آنحضرت ﷺ نے جب اسے دیکھا تو بجائے اس کے کہ اس کی اس ناپسندیدہ حرکت پر اسے ڈانٹتے، دھمکاتے، نہایت نرمی سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے، یہ رکھی ہے لے لو آپ کے اس سلوکِ کریمانہ پر وہ بیساختہ پکار اٹھا: اَشْهَدُ أنْ لَا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ وَأشْهَدُ أنَّ مُحَمَّدً رَّسُولُ اللّٰهِ“! یہ ہے اسلام کی تعلیم اور ہادیِ اسلام کا طرزِ عمل۔

اسلام ظلم وتشدد کو ایک لمحہ کے لیے بھی روا نہیں رکھتا، اس کے نزدیک ظلم وتشدد سے انسانی فطرت مسخ ہوجاتی ہے، معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے اور دنیا ویران ہوجاتی ہے؛ اس لیے قرآنِ حکیم میں عدل وانصاف کی توصیف وتعریف سے کہیں زیادہ ظلم کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ قرآنِ کریم کے نزدیک ظالم ہدایتِ الٰہی سے محروم ہوجاتا ہے: ”اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا“ ترجمہ: ہم نے ظلم کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب تیار کررکھا ہے۔

رحمتِ عالم ﷺ فرماتے ہیں: ”اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَإنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمِ الْقِیَامَةِ“ ترجمہ: ظلم سے بچو کیوں کہ ظلم قیامت کے دن تہہ بہ تہہ اندھیرا ہوجائے گا، ایک حدیث میں ارشاد ہے: ”اِتَّقُوا مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ فَإنَّهَا لَیْسَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ“ ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچو؛ کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

اسلام کے نزدیک ساری مخلوق اللہ کی ایک کنبہ ہے اور سب کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہے: اَلْخَلْقُ کُلُّهُمْ عِیَالُ اللّٰهِ فَأحَبُّ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ إلٰی عِیَالِهِ ترجمہ: ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پیاری وہ مخلوق ہے، جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسنِ سلوک

کرے۔ اسلام سارے انسانوں کوانسانیت کے رشتہ سے بھائی مانتا ہے اوران کو بھائیوں کی طرح باہمی اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے: ”لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا“ ترجمہ: ایک دوسرے سے تعلقات نہ توڑو، ایک دوسرے سے منھ نہ پھیرو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور خدا کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ!

انسان تو انسان ہیں، اسلام جانوروں کو بھی ایذا پہنچانے اور تکلیف دینے کی بہ تاکید ممانعت کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت کو محض اس بنا پر عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر اس کا کھانا پینا بند کردیا تھا، جس سے وہ مرگئی، جانوروں پر شفقت کی یہ انتہا ہے کہ غصہ اور جھنجھلاہٹ میں بھی انھیں کوسنے اور ان پر لعنت بھیجنے تک کی ممانعت ہے۔ اسلام کی ہدایت ہے کہ جو جانور جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس سے وہی کام لینا چاہیے۔

غرضیکہ اسلام کی تعلیمات واحکامات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ ایک دینِ رحمت ہے، اس میں ظلم و جبر، دہشت گردی اور جارحیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ اس لیے جولوگ اسلام کے دامنِ رحمت ورافت پر دہشت گردی اور جبر وتشدد کا دھبہ لگانے کی لاحاصل کوشش میں لگے ہیں، دراصل ان کا دل ودماغ اور ان کی فکر ونظر بجائے خود دہشت گردی کے جنون میں مبتلا ہے، فی الواقع یہی لوگ دہشت گردی کے جراثیم سے دنیا کو آلودکررہے ہیں، دہشت گردی انھیں کے کوکھ سے جنم لیتی ہے، اور وہی اس کی نشوونما کرکے اسے پروان چڑھاتے ہیں، جس دن اس حقیقت کو تسلیم کرلیا جائے گا، یقین جانیے اسی دن سے دنیا دہشت گردی کی لعنت سے پاک ہوجائے گی ؎

نہ سمجھوگے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!

❁ ❁ ❁